زلزلے کی صورت میں عذاب الٰہی

قوموں کی اجتماعی برائیاں ہی ہلاکت و بربادی کا باعث بنتی ہیں

مولانا محمد یونس ۔ مدرس جامعہ سلفیہ

وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا با الباساء والضراء۔

جب ہم کسی بستی میں اپنا کوئی نبی بھیجتے ہیں تو ان بستی والوں کو اپنی تعلیمات قبول کرنے کے لئے تیار کرتے ہیں اس مقصد کے لئے "اخذنا اھلھا بالباساء والضراء" ہم اس بستی والوں کو مصائب میں' تکالیف میں اور قحط سالی میں مبتلا کر دیتے ہیں "لعلھم یضرعون" تاکہ یہ مصائب کا مزہ چکھ کر اپنے خالق حقیقی کی طرف پلٹ آئیں۔ ان میں عاجزی و انکساری پیدا ہو' اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اس کے نبیؑ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں لیکن جب قوم مصائب و مشکلات کی بھٹی سے گزرنے کے باوجود بھی نبی علیہ السلام کے احکامات سے روگردانی کرتی ہے تو:-

ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنہ۔ پھر ہم اس قوم کی سرکشی کے باوجود ان کو خوشحال بنا دیتے ہیں" حتیٰ عفوا و قالوا قد مس اباء نا الضراء والسراء" یہاں تک کہ وہ قوم خوشحالی میں پروان چڑھتی ہے اور یہ سمجھتی ہے کہ یہ سب زمانے کی اونچ نیچ ہے کبھی خوشحالی کا دور اور کبھی بدحالی کے لمحات' زمانہ ایسا ہی کرتا ہے' کبھی خوشیاں بانٹتا ہے' گلاب کے پھول تقسیم کرتا ہے اور کبھی خزاں زدہ پتے۔

> عقل مند اور صاحب فہم ہونے کے ناطے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم پہلی قوموں کی تاریخ کو پڑھیں ان کے انجام پر غور کریں اور عبرت حاصل کریں

پس جس قوم نے خوشحالی میں خدا کا شکر ادا کیا اور نہ بدحالی میں اپنے افکار و نظریات کا زاویہ بدلا "فاخذنا ھم بغتۃ و ھم لا یشعرون" تو ہم اچانک اس قوم کا محاسبہ کرتے ہیں اور یہ بات ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتی۔ "ولو ان اھل القریٰ امنوا واتقوا" اگر یہ بستیوں والے صحیح معنوں میں اللہ سے ڈر جائیں اور ایمان لے آئیں "لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض" تو ہم زمین و آسمان کی برکتوں کے دروازے ان پر کھول دیتے ہیں "ولکن کذبوا" اور لیکن یہ لوگ ہماری تعلیمات کی تکذیب کرتے ہیں "فاخذنھم بما کانوا یکسبون" تو پھر ہم ان کا مواخذہ ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے کرتے ہیں "افامن اھل القریٰ ان یاتیھم بیاتاً و ھم نائمون" کیا یہ بستیوں والے اس بات سے بے خوف ہیں کہ رات کے وقت ہمارا عذاب ان کے پاس آئے اور یہ سو رہے ہوں؟ "او امن اھل القریٰ ان یاتیھم باسنا ضحی و ھم یلعبون" کیا یہ بڑی بڑی مضبوط قومیں اس بات سے بے خوف ہوگئی ہیں کہ ہمارا عذاب ان پر اس وقت نازل ہو جائے جب یہ صبح کے وقت اپنے کاموں میں مشغول ہوں "افامنوا مکر اللہ" کیا یہ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہوگئے ہیں۔

جب ترکی کے حکمرانوں نے سمجھا کہ ہم سپر پاور ہیں دنیا کی کوئی طاقت ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی' ہم ہر لحاظ سے آگے ہیں تو اسی دن سے ترکوں پر ترقی کے دروازے بند ہو گئے۔

جس قوم نے خوشحالی میں خدا کا شکرادانہ کیا اور نہ ہی بدحالی میں اپنے افکارو نظریات کو بدلا اس قوم کا محاسبہ اللہ تعالیٰ اچانک کرتے ہیں جبکہ یہ انکے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔

فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخسرون" اللہ کی تدبیر سے وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جن کا انجام تباہی و بربادی ہوتا ہے "اولم یھد للذین یرثون الارض من بعد اھلھا" کیا انہیں اس بات سے کوئی سبق حاصل نہیں ہوا کہ اپنے اسلاف کے مرنے کے بعد اس زمین کے مالک بن بیٹھے ہیں "ان لو نشاء اصبنھم بذنوبھم" کہ جب بھی ہم چاہیں ان کا محاسبہ ان کے گناہوں کی وجہ سے کرلیں "ونطبع علی قلوبھم" اور جو ہماری بار بار تنبیہ کے باوجود راہ راست پر نہ آئیں ہم ان کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں "فھم لا یسمعون" پس وہ کان رکھنے کے باوجود سن نہیں سکتے۔

انسان اپنی تخلیق کے لحاظ سے نہایت کمزور مخلوق ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"خلق الانسان ضعیفا"

انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

انسان کے علاوہ اور بہت سے مخلوقات ہیں مثلاً جانور ہیں' پرندے ہیں' درندے ہیں' یہ تمام اپنی پیدائش کے چند ایام بعد چلنے پھرنے اور اڑنے کے قابل ہو جاتے ہیں مگر انسان وہ مخلوق ہے جو کئی مہینے تک اس قابل نہیں ہوتا کہ چل پھر سکے اور اپنے ذہن کو ٹھیک طرح سے استعمال کر سکے۔ لیکن جب رب کائنات اس کمزور سی مخلوق کو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت اور علم و عقل عطا فرما دیتے ہیں تو یہی کمزور مخلوق اپنے آپ کو Super Power سمجھنے لگتی ہے اور یہ چاہتی ہے کہ ساری دنیا کو زیر کرلوں' ساری دنیا کی دولت اس کے پاس ہو۔ تمام کائنات اس کی ماتحت ہو' کوئی اس پر حکم چلانے والا نہ ہو بلکہ سب اسکے حکم کی تعمیل کرنے والے ہوں۔ یہ انسان کی فطرت ہے' انسان اپنی اس سرکشی میں اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے کہ اس کا آغاز کیسے ہوا اور انجام کیا ہوگا۔ وہ اپنی نظروں سے دوسرے لوگوں کا انجام دیکھتا ہے مگر اس سے عبرت حاصل نہیں کرتا۔ یہ اپنے خالق حقیقی کو بھول جاتا ہے اور دنیا میں آنے کے مقصد سے غافل ہو جاتا ہے۔

ایک مومن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

"لا یزال البلاء بالمومن حتیٰ یخرج نقیا من ذنوبہ"

مسلمان پر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں' بیماریوں کا حملہ ہوتا ہے' مومن ان تمام چیزوں سے عبرت حاصل کرتا ہے' یہ ساری چیزیں انسان کو گناہوں سے پاک کرتی ہیں' جس طرح سونے کو آگ میں ڈالا جائے تو وہ کندن بن کر نکلتا ہے' اسی طرح جب مومن کو کوئی تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو اس کے صبر کرنے کے عوض میں اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

منافق کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"والمنافق مثلہ کمثل الحمار لا یدری فی ما ربطہ اہلہ و فی ما ارسلوہ۔

اور منافق کی مثال گدھے کی طرح ہے کہ اسے کوئی خبر نہیں کہ اس کے مالک نے اسے کیوں باندھا اور کیوں کھولا ہے۔

اب ہم میں ہر شخص اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھے کہ وہ مومن ہے یا منافق؟

اگر انسان اپنے گردو نواح میں پیدا ہونے والے واقعات سے کوئی سبق حاصل کرتا ہے اور کائنات میں رونما ہونے والے سانحات سے اس کی زندگی میں کوئی تغیر پیدا ہوتا ہے' اچھا انقلاب آتا ہے تو سمجھ لے کہ وہ مومن ہے جبکہ وہ شخص جس کی آنکھیں مختلف واقعات و سانحات کا مشاہدہ تو کریں لیکن نہ اس کی زندگی میں کوئی اچھا تغیر آئے اور نہ ہی اس کی زندگی میں کوئی انقلاب آئے تو سمجھ لے کہ وہ منافق ہے۔ اپنے نفس کا محاسبہ اپنے گریبانوں میں جھانک کر ہی کیجئے۔

انسان کو اپنے گرد و نواح میں پیدا ہونے والے واقعات سے کوئی سبق حاصل کرنا چاہئے اور کائنات میں رونما ہونے والے سانحات سے اسکی زندگی میں کوئی تغیر آنا چاہئے۔

ہماری زندگی میں جو بڑے بڑے واقعات رونما ہوتے ہیں جنہیں سن کر یا پڑھ کر یا

دیکھ کر چند لمحات کے لئے تو ہم کانپ اٹھتے ہیں یہ ہماری زندگی پر کیا اثر ڈالتے ہیں؟

ابھی چند دن قبل ہمارے پڑوسی ملک ترکی میں جو سانحہ گزرا ہے ہم سب اس سے باخبر ہیں کیا اس عظیم سانحہ کے بعد ہماری بداعمالیوں میں کمی ہوئی؟ کیا ایسے واقعات کے بعد مساجد میں نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا؟ کیا سینما بینوں کی تعداد میں کمی ہوئی؟ کیا تاجروں نے اپنی بداعمالیوں کو ترک کیا؟ کچھ بھی نہیں ہوا سوائے چند رسمی بول بول دینے کے اور امدادی سامان بھجوا دینے کے۔

لیکن وہ مقصد جو ایسے سانحات دکھانے کے بعد رب کائنات ہم سے چاہتے ہیں وہ ہم میں پیدا نہیں ہوا۔

قرآن ہمیں کہتا ہے کہ:

سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبة المجرمین۔

کہ ساری کائنات میں پھیل جاؤ اور دیکھو کہ تم سے پہلے مجرم قوموں کا حال کیا ہوا۔

ایک انسان ہونے کے ناطے عقل مند اور صاحب فہم ہونے کی بناء پر ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم پہلی قوموں کی تاریخ پڑھیں ان کے انجام پر غور کریں اور عبرت حاصل کریں۔

ترکی وہی ملک ہے جو 500 سال قبل اسلامی خلافت کا مالک تھا۔ براعظم ایشیاء، یورپ اور افریقہ میں اس کی حکمرانی تھی۔ یہ وہی ترکی ہے جس کی ہیبت سے بڑے بڑے ممالک کانپ اٹھتے تھے ان کی خلافت تاریخ میں خلافت عثمانیہ کے نام سے مشہور ہے جب سلطان محمد بن الفاتح نے 1453ء میں قسطنطنیہ کو فتح کیا۔

قسطنطنیہ وہی شہر ہے جسے فتح کرنے کے لئے مسلمان 800 سال تک حملے کرتے رہے مگر فتح نہ کر سکے۔ آخر یہ بات مسلمانوں کے ذہن میں آگئی کہ قسطنطنیہ ناقابل تسخیر شہر ہے۔ لیکن جب 1453ء میں 24 سال کی عمر میں سلطان محمد الفاتح نے اسے فتح کر لیا تو ترک قوم ایک رہنما کی حیثیت سے ابھری۔ سلطان محمد الفاتح سے یورپ اس قدر مرعوب اور خوف زدہ تھا کہ اس کے انتقال پر پاپائے اعظم نے جشن مسرت منانے کا حکم دیا۔ سلطنت عثمانیہ کا بحری بیڑا 3000 بحری جہازوں Ships پر مشتمل تھا۔ 1547ء میں پاپائے اعظم وینس اسپین، پرتگال اور مالٹا کی متحدہ بحری طاقت نے اس بیڑہ کو شکست دینی چاہی لیکن خود شکست کھا گئے۔ اس وقت ترکوں کی یہ ہیبت تھی کہ بڑے بڑے بادشاہ عثمانی سلطانوں کی پناہ اور حفاظت میں داخل ہوتے تھے۔ کسی یورپی ملک کو ان کے سامنے پر مارنے کی جرات نہ تھی لیکن جب ان کے حکمرانوں میں یہ برائیاں اور اخلاقی عیب پیدا ہوئے جو آج ہم میں پیدا ہو چکے ہیں تو یہ چیز ان کے زوال کا سبب بن گئی۔ جب ان کے حکمرانوں کے ذہنوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ ہم سپر پاور (Super Power) بن چکے ہیں، دنیا کی کوئی طاقت ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہم ہر لحاظ سے آگے ہیں تو اس دن سے ترکوں پر ترقی کے دروازے بند ہو گئے۔ جب بھی کوئی قوم یہ تصور کر لیتی ہے کہ وہ ناقابل تسخیر ہے انہیں کوئی شکست نہیں دے سکتا وہ ترقی یافتہ ہیں تو اسی وقت سے ان کے زوال کا نقطہ آغاز شروع ہو جاتا ہے۔ جب ترکوں نے یہ سوچا کہ دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تو گویا انہوں نے اپنے لئے ترقی کے دروازے خود ہی بند کر لئے۔

انہوں نے اپنی رعایا پر مظالم ڈھانے شروع کر دیئے۔ اپنے خزانوں کو بھرنے کے لئے اپنے ہی ممالک کے سودے شروع کر دیئے۔ اپنی عوام کے خون کو ٹیکسوں کی شکل میں چوسا۔ جس سے رعایا ان حکمرانوں کے مخالف ہو گئی۔ آپس میں حسد و بغض کا نشو و نما ہوا۔ سیاستدانوں کی تربیت کا نظام بگڑا۔ اخلاق میں انحطاط شروع ہو گیا۔ حکام ملک و سلطنت سے خیانت کرنے لگے۔ قوم میں راحت مجلس پیدا ہو گئی۔ غرض زوال پذیر قوموں کی تمام صفات ان میں پیدا ہو گئی۔ جس

نام نہاد اسلامی ملک ترکی نے اسکارف پہننے پر خاتون رکن پارلیمنٹ کی رکنیت منسوخ کرتے ہوئے شہریت بھی چھین لی
جبکہ امریکہ کے واشنگٹن انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر متعین سیکورٹی کمپنی نے ان سات مسلمان ملازم خواتین کو اسکارف اور
اسلامی حجاب پہن کر ڈیوٹی ادا کرنے کی اجازت دی۔ جنہیں دو ماہ قبل اسی جرم کی پاداش میں ملازمت سے نکال دیا تھا
مزید انہیں دو ماہ کی تنخواہ، کورٹ فیس کے اخراجات ادا کرتے ہوئے معذرت نامہ بھی جاری کیا۔

کی وجہ سے اتنی بڑی اسلامی حکومت تین براعظموں (ایشیاء' افریقہ اور یورپ) پر پھیلی ہوئی زوال پزیر ہوگئی۔

افسوس جو برائیاں ترکی کے حکمرانوں اور رعایا میں آئیں تو اس کا نقشہ بدل گیا آج ہمارے حکمرانوں اور رعایا کے گرد بھی گھوم رہی ہیں جن کو ہم خوشی قبول کر رہے ہیں۔

ہمارے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف ذرہ برابر نہیں رہا۔ اسلام کا وہ مقام نہیں رہا جو ہونا چاہئے تھا۔ مثال کے طور پر اپنی تجارت کو دیکھیں' معیشت پر نظر دوڑائیں' اپنے اخلاق کا جائزہ لیں' ہر شخص چاہتا ہے کہ اپنے خزانے کو جلدی بھر لیں لیکن یاد رکھو جس دل میں دنیا کی محبت آجائے اس دل سے خوف خدا نکل جاتا ہے۔

ترکی کو دیکھ لیجئے جو اسلامی ملک ہے مگر وہاں اسلام کا نام لینا جرم تصور کیا جاتا ہے۔ وہاں اسلام کی بات نہیں کی جاسکتی۔

چند ماہ قبل ترکی پارلیمنٹ کی رکن ایک عورت "مروکاواکی" کو صرف اس جرم میں اپنے ملک کی شہریت سے محروم کر دیا گیا کہ اس نے اسلام کے قوانین کے مطابق چہرے پر نقاب کیا تھا۔ مسلمان ہونے کے ناطے اس عورت کی ترکی کے صدر "سلیمان ڈیمرل" کے حکم نامے پر نہ صرف پارلیمنٹ کی رکنیت منسوخ کی بلکہ ترکی شہریت بھی چھین لی۔ مگر افسوس کہ وہ امریکہ جس کو عالم اسلام پر زیادتیوں کی وجہ سے کوئی بھی اچھے الفاظ سے یاد کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ انہیں ایام میں جب ترکی کی اس خاتون کی شہریت منسوخ کی جا رہی تھی ۔ واشنگٹن انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر متعین سیکورٹی کمپنی نے اپنی ان سات مسلمان ملازم خواتین کو اسکارف اور اسلامی حجاب پہن کر ڈیوٹی ادا کرنے کی اجازت دی جنہیں دو ماہ قبل اسلامی حجاب پہننے کی پاداش میں ہی ملازمت سے نکال دیا تھا۔ ان خواتین کو نہ صرف بحال کیا گیا بلکہ کمپنی کی جانب سے وعدہ کیا گیا کہ وہ یہ خاتون کے نام علیحدہ علیحدہ معذرت نامہ جاری کرے گی اور ملازمت سے علیحدگی کے دوران کی نہ صرف تنخواہ ادا کی جائے گی بلکہ معقول معاوضہ بھی ادا کیا جائے گا اور کورٹ فیس کے اخراجات بھی کمپنی ادا کریگی۔

انسان اپنی سرکشی میں اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے کہ اس کا آغاز کیسے ہوا اور انجام کیا ہو گا وہ اپنی نظروں سے دوسرے لوگوں کا انجام دیکھتا ہے مگر اس سے عبرت حاصل نہیں کرتا۔

ترکی وہی اسلامی ملک ہے جس کے پاس کبھی خلافت اسلامیہ تھی لیکن آج اسلامی ملک ہونے کے باوجود بھی وہاں اسلامی تنظیموں کو دبایا جا رہا ہے۔ ہمیں اس بات پر دکھ ضرور ہے کہ ہمارے اس مسلم ملک پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا لیکن ہمیں اس بات سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ یہ وہ قوم ہے جو فن تعمیر میں پوری دنیا میں مانی ہوئی ہے لیکن اس قوم کا بنایا ہوا شہر زمین بوس ہو جاتا ہے۔

رب کائنات ارشاد فرماتے ہیں:

افامنوا اهل القرى ان یاتیهم باسنا ضحا و هم یلعبون۔

کیا یہ لوگ بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہماری بلڈنگیں بڑی مضبوط ہیں۔ دنیا کے حملوں سے بچنے کیلئے ایسی ایسی عمارتیں بنائی ہیں کہ اگر ایٹمی و کیمیائی حملہ بھی ہو جائے تو ہم اپنی جانوں کو بچا سکتے ہیں۔ کیا یہ گمان رکھنے والے لوگ ہماری پکڑ سے بے خوف ہو گئے تھے کہ اگر وہ پکڑنا چاہے تو چند لمحات میں مضبوط شہر کو زمین بوس کر سکتا ہے۔ یہی ان کے ساتھ ہوا جب کچھ لوگ سو رہے تھے اور کچھ بیدار تھے تو رب کائنات کی طرف سے ایک معمولی سا عذاب آیا صرف زمین کو حرکت دی تو ساری عمارتیں زمین بوس ہوئیں اور سارا شہر عمارتوں تلے دب گیا۔

رب کائنات پکڑنے پر آئیں مواخذہ کرنے پر آئیں تو دنیا کی کوئی طاقت اللہ تعالیٰ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہم نے ترقی کر لی ہے اور ہم ہر قسم کے طوفان کے آنے سے پہلے ہی جان لیتے ہیں کہ طوفان کہاں سے آرہا ہے' کیسے آرہا ہے۔ سیلاب کے بارے میں معلوم کر سکتے ہیں' بارشوں کے بارے میں معلوم کر سکتے ہیں' لیکن وہ اس بات سے بے خوف تھے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس مواخذہ کے کئی ایسے طریقے بھی ہیں جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہیں۔ تم اپنے مصنوعی سیاروں کے ساتھ ہواؤں کا رخ معلوم کر سکتے ہو' طوفانوں کی آمد جان سکتے ہو لیکن اگر رب کائنات چاہیں تو چھوٹی چھوٹی ابابیلوں کے منہ میں چھوٹے چھوٹے کنکر دے کر تمہیں تباہ و برباد کر سکتا ہے۔ اور اگر چاہے تو زمین کو شق کر کے سارے شہر کو اس میں دفن کر سکتا ہے۔ تمہیں اللہ سے ڈرنا چاہئے اور اس کا خوف دلوں

بقیہ صفحہ نمبر ۳۲